ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

معراج النبی (ﷺ) کا جسمانی یا روحانی وقوع؛ علمی و تحقیقی جائزہ

Physical or Spiritual Manifestation of the Miraj of the Prophet Muhammad (SAW); A Research Review

☆**Shehla Shams**
PhD Research Scholar, Al-Hamd Islamic University, Islamabad Corresponding author; shehlashamms@gmail.com
☆☆**Dr. Shams Ul Hussain Zaheer**
Chairperson, Department of Arabic & Islamic Studies, Women University Swabi, KP
☆☆☆**Fayyaz Ahmad**
PhD research scholar Alhamd Islamic University Islamabad.

Abstract

The event of Isra and Miraj is a great and magnificent miracle of our Prophet Muhammad Mustafa (SWA). And in it, the great signs of Allah Almighty were also witnessed, even more magnificent. But even now, the detailed and authentic accounts of this great miracle are not found in one place together. In the Hadiths of the Holy Prophet (SAW) and Tafseer, wherever this event and its details have been mentioned, therein, either authentic narrations are mixed weak narrations, or they are collected together in the same way and a reader can't dare to separate the authentic from the unauthentic narration regarding the same, so, the true from of the event does not come to light but after a heavy struggle. Another mentionable thins is that people are prone to extremism and exaggeration regarding this miracle, some people consider it a real incident with all its happenings and another school of taught are of the opinion that it was beautiful dream. The paragraphs in hand are regarding the said themes and handle the issue in a scholarly way to make the reader know the real and exact situation/status of the incident. This research will open some new aspects for readers and hopefully, will have an impact on the writings herein.

Keywords: Prophet Muhammad (SWA), Miraj, Isra miracle, Physical, Dream

واقعہ اسراء و معراج ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی آیاتِ کُبریٰ کا مشاہدہ بھی عظیم تر ہے۔ لیکن ابھی تک اِس معجزہ عظیم کی مستند تفصیلات کسی ایک جگہ نہیں ملتی، احادیث و تفاسیر میں جہاں کہیں بھی یہ واقعہ اور اس کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں، وہاں یا تو صحیح روایات کے ساتھ ضعیف روایات بھی اسی طرح جمع کر دی گئی ہیں, کہ واقعہ کی صحیح شکل سامنے نہیں آتی۔ اس معجزے کی بابت لوگ افراط و تفریط کا بھی شکار ہیں۔ کچھ لوگ اُسے ایک حسین خواب قرار دیتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اس میں افراط وہ غلُوّ کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالق و مخلوق کے فرق کو بھی مٹا ڈالنے کی مذموم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

سعی کرتے ہیں۔زیرِ بحث مقالہ میں روایاتِ معراج کا تحقیق وتوضیح اس انداز میں کی جائے کہ واقعہ کی صحیح شکل واضح ہوکر سامنے آجائے کہ کیااِس کا وقوع جسمانی تھا یا روحانی؟

ا: لفظِ معراج کا مفہوم:

العُرُوجُ:ذهابٌ في صعود.قال تعالى: تَعْرُجُ الْمَلائِكَةُ وَالرُّوحُ[1]،فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ[2]،والمَعَارِجُ:المصاعد.قال: ذِي الْمَعارِجِ [3]،وليلة المِعْرَاجُ سمّيت لصعود الدّعاء فيها إشارة إلى قوله: إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ[4] (٥)

العُرُوجُ کے معنی اوپر چڑھنا کے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہو:تَعْرُجُ الْمَلائِكَةُ وَالرُّوحُ[6]جس کی طرف روح الامین اور فرشتے چڑھتے ہیں۔فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ[7]اوروہ اس میں چڑھنے بھی لگیں۔اورالمَعَارِجُ کے معنی سیڑھیوں کے ہیں اور اس کا مفرد معراج آتا ہے۔قرآن کریم میں ہے:ذِي الْمَعارِجِ [8]سیڑھیوں والے۔

اورشبِ معراج کو بھی لیلة المِعْرَاجُ اس لیے کہاجاتا ہے کہ اس میں دُعائیں اوپر چڑھتی، جیسا کہ آیتِ کریمہ:(إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ[9] اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔

۲: قرآن کریم کی روشنی میں معراج النبی (ﷺ) کا جسمانی ہونے کے دلائل

علماء کرام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ معراج کا واقعہ کشف اور روحانی نہیں تھا۔بلکہ روح اور بدن سمیت ایک سفر تھا۔رسول اکرم ﷺ روح اور بدن سمیت پہلے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔کیونکہ اسراء کا معنی ہی روح وبدن سمیت لے جانے کے ہیں نہ کہ عالم خواب میں روحانی سیر کے ہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ا۔ سُبۡحَٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ لَيۡلٗا مِّنَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ إِلَى ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡأَقۡصَا ٱلَّذِي بَٰرَكۡنَا حَوۡلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنۡ ءَايَٰتِنَآۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ ١ [10]

سبحان کا لفظ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کشف اور خواب کا کوئی واقعہ نہیں ہے۔

۲۔ امام ابن کثیرؒ اس قول کے تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَالتَّسْبِيحُ إِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ الْأُمُورِ الْعِظَامِ، وَلَوْ كَانَ مَنَامًا لَمْ يَكُنْ فِيهِ كَبِيرُ شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ مُسْتَعْظَمًا[11]

تسبیح کا لفظ ہی اس امورِ عظیمہ کے لئے بولا جاتا ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا پھر یہ کوئی بڑائی اور عظمت کی بات نہیں ہوتی۔

۳۔ دوسری جگہ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: فَإِنَّ الْعَبْدَ عِبَارَةٌ عَنْ مَجْمُوعِ الروح والجسد[12]

عبد کہتے ہیں روح مع الجسد کو ہیں جس روح کے ساتھ جسد نہ ہو اسے عبد نہیں کہتے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۴۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَسَدِهِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ[13]

پھر رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف اپنے جسم کے ساتھ لے جایا گیا۔

۵۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں:

أسرى بِهِ إِلَى الْمَسْجِد الأَقْصَى، ثمَّ إِلَى سِدْرَة الْمُنْتَهى، وَإِلَى مَا شَاءَ الله،وكل ذَلِك لجسده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقَظَة[14]

"رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا، پھر سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیااور وہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی، گئے، یہ سب مراحل آپ ﷺ نے بحالت بیداری جسم کے ساتھ طے کئے۔"

۶۔ دوسری جگہ لفظِ رؤیا(رؤیت)ہی کی معنی میں ہے۔بعض لوگ قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے اس کو خواب قرار دیتے ہیں:وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِيٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ 15

"اور جو رؤیا(خواب)ہم نے آپ کو دکھایا،اسے لوگوں کے لیے آزمائش بنادیا۔"

اس آیت میں رؤیت خواب کے معنی میں نہیں ہے جیساکہ اس کازیادہ استعمال اس معنی میں ہے۔یہاں اسے آنکھوں سے دیکھنے کے معنی ہی میں استعمال کیا گیاہے۔کیونکہ اس معنی میں عربی میں بھی استعمال ہوتاہے۔

۷۔ المفردات میں امام راغب اصفہانیؒ نے فرمایا: والرُّؤْيَةُ:إدراك الْمَرْئِيُّ،بالحاسّة وما يجري مجراها، نحو:لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّها عَيْنَ الْيَقِينِ 16، وَيَوْمَ الْقِيامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ[17] ،([18])

الرؤیۃ کے معنی کسی مرئی چیز کاادراک کرنا،کسی ایسی چیز سے ادراک کرناجو حاسۂ اور بصر کے ہم معنی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے:تم ضرور دوزخ کواپنی آنکھوں سے دیکھ کرلوگے پھر یقینی دیکھنا دیکھوں گے۔اوردوسری جگہ فرمایا:اورتم قیامت کے روز دیکھوں گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا۔

۸۔ تفسیر المنیر میں امام وہبہ ذحیلیؒ فرماتے ہیں: "رأيته بعيني رؤية ورؤيا [19]"میں نے اس کواپنی آنکھوں سے دیکھا۔

۹۔ علامہ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وجاء في اللغة (الرؤيا بمعنى الرؤية مطلقا) وهو معنى حقيقيّ لها [20]

"لغت میں رؤیا مطلق رؤیت (دیکھنے) کے معنی میں بھی آتاہے اور یہی اس کے حقیقی معنی ہیں۔"

جیساکہ قرآن کریم میں تیسری جگہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جو حکم دیا: فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ21

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"اے موسیٰ! میرے بندوں کو راتوں رات (فرعون کے پنجے سے) نکال کر لے جا، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔"

یہاں قرآن مجید میں بنی اسرائیل کو لے جانے کا جو حکم ہے وہ روحانی نہیں، بلکہ حقیقی طور پر لے جانے کا کہا تھا۔ تو یہی لفظ اسریٰ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے سفر کے لیے بھی استعمال فرمایا ہے۔

۱۰۔ قاضی عیاض نے الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں فرمایا: لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ فِي النَّوْمِ أَسْرَى [22]

کہ یہ واقعہ معراج جسم کے ساتھ ہے کیونکہ اسریٰ کا لفظ خواب پر نہیں بولا جاتا۔

۱۱۔ سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ [23]

آسمان پر حضور ﷺ کی آنکھ نے واقعات دیکھنے میں کوئی غلطی یا بے احتیاطی نہیں کی۔ یعنی جو کچھ دیکھا بچشم جسم دیکھا ہے۔

۱۲۔ علامہ شنقیطی رحمہ اللہ اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن میں لکھتے ہیں:

وَرُكُوبُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبُرَاقِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِسْرَاءَ بِجِسْمِهِ ; لِأَنَّ الرُّوحَ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ الرُّكُوبُ عَلَى الدَّوَابِّ كَمَا هُوَ مَعْرُوفٌ، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَنْهُ: " أَنَّهُ أُسَرِيَ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَأَنَّهُ عُرِجَ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى حَتَّى جَاوَزَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ ".وَقَدْ دَلَّتِ الْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ عَلَى أَنَّ الْإِسْرَاءَ وَالْمِعْرَاجَ كِلَيْهِمَا بِجِسْمِهِ وَرُوحِهِ يَقَظَةً لَا مَنَامًا، كَمَا دَلَّتْ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا الْآيَاتُ الَّتِي ذَكَرْنَا.[24]

"نبی کریم ﷺ کا براق پر سوار ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سفر جسم کو کرایا گیا، کیونکہ چوپاؤں پر سواری ہونا یہ سفر جسم کو کرایا گیا، کیونکہ چوپاؤں پر سواری کرنا روح کی فطرت نہیں۔ یہ معروف بات ہے۔ کہ متواتر صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا گیا اور مسجد اقصیٰ سے معراج کرایا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ ساتوں آسمانوں کے اوپر پہنچ گئے۔

۳: احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں معراج النبی (ﷺ) کا جسمانی ہونے کے دلائل

قرآن نے اس امر کی وضاحت کیا کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے یہ واقعہ آزمائش تب ہی بنے گا جب اُسے آنکھوں کا مشاہدہ قرار دیا جائے گا ورنہ روحانی مشاہدے میں تو کسی کے لیے استعجاب کا پہلو ہی نہیں رہتا، تو وہ آزمائش کس طرح بنتا ہے۔ اسی آیت کے بارے (صحیح بخاری) میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] قَالَ:" هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ [25]

وہ آنکھوں کا دیکھنا ہے جو رسول اکرم ﷺ کو اسراء و معراج والی رات کو دکھایا گیا"۔

۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الحِجْرِ، فَجَلاَ اللَّهُ لِي بَيْتَ المَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ» [26]

۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَا اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ» [27]

"جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا، پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کھڑا کیا اور میں اُسے دیکھ دیکھ کر اُن کو بتلاتا رہا۔"

۴۔ سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں: وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ»، قَالَ: " فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ [28]،

"میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حطیم میں ہوں اور قریش مجھ سے میری سیر معراج کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں، پس انہوں نے بیت المقدس کے بارے میں مجھ سے بہت سی ایسی چیزیں پوچھیں جنہیں مجھے اچھی طرح یاد نہیں رکھ سکا تھا تو میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اتنا پریشان ہوا، کہ اتنا پریشان اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اُٹھا کر اس طرح میرے سامنے کر دیا کہ میں اسے دیکھنے لگا، پھر انہوں نے جو بھی سوال مجھ سے کیا، میں ان کو اس کی بابت بتلاتا رہا۔

۵۔ سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] قَالَ: «هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ»، قَالَ: {وَالشَّجَرَةَ المَلْعُونَةَ فِي القُرْآنِ} [الإسراء: 60]، قَالَ: «هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ»[29]

اگر یہ روحانی واقعہ تھا تو رسول اکرم ﷺ کو پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہ ہوتی بلکہ آپ ﷺ یہ فرما دیتے: میں نے یہ سب کچھ خواب میں دیکھا ہے۔

۴: معراج النبی (ﷺ) کا روحانی وقوع کے دلائل کا تحقیقی جائزہ:

بعض حضرات نے راویوں کے اختلاف تعبیر سے معراج النبی ﷺ کو روحانی ہونے پر استدلال کیا ہے:

۱۔ **امام ابنِ قتیبہ نے غریب القرآن میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:** وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ[30] یعنی جو خواب آپ ﷺ کو دکھایا وہ محض لوگوں کے آزمانے کو تھے۔ اس آیت کے بارے میں امام ابنِ قتیبہ رحمہ اللہ نے غریب القرآن میں فرمایا: ما رآه ليلة الإسراء[31] یعنی جو خواب سیدنا محمد ﷺ نے اسراء کی رات دیکھا تھا، وہی خواب ہے۔

۲۔ **رئیس المفسرین سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری میں فرمایا:** رؤیا کا اطلاق جس طرح خواب پر آتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق جاگنے اور بیداری کی حالت میں دیکھنے پر بھی آتا ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] قَالَ: «هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ »[32]

اور اسی طرح ابو طیب احمد متنبّی نے اپنے دیوان میں کہا: ورؤياك أحلى في العيون من الغمض[33] یعنی تیرا دیدار آنکھوں کو میچنے سے زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

۳۔ تفسیر طبری میں امام ابنِ جریر نے فرمایا: حدثنا ابن حمید[34]، قال: ثنا سلمة[35]، عن محمد بن إسحاق[36]، قال: ثني يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس[37] أن معاوية بن أبي سفيان[38]، كان إذا سئل عن مسرى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كانت رؤيا من الله صادقة[39]

۴۔ دوسری جگہ بھی امام ابنِ جریر فرماتے ہیں: حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، عن محمد، قال: ثني بعض آل أبي بكر، أن عائشة[40] كانت تقول: ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكن الله أسرى بروحه [41]

۵۔ امام شوکانی فرماتے ہیں:

اہلِ علم کا واقعہ اسراء و معراج میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ جسمانی ہوئی یا روحانی: تو بعض سلف وخلف کا اس قول پر اتفاق ہے کہ یہ جسمانی ہوئی، لیکن دوسرے گروہ یہ روحانی مانتے ہیں۔اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حسن بصریؒ، محمد بن اسحاق اور ابنِ جریر رحمہ اللہ شامل ہیں[42]۔ تیسرے گروہ فرماتے ہیں: کہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس (اسراء) مع الجسد ہوئی اور وہاں سے آسمان (معراج) مع الروح ہوئی۔[43] اور انہوں نے خود بھی پہلی قول کو راجح قرار دی[44]۔

نتائجِ بحث:

اس تحقیق کی تکمیل کے لیے جتنا مطالعہ کیا گیا اور جن نتائج تک میری فہم پہنچ سکی اس کو ذیل میں مختصراً تحریر کیا جاتا ہے:

۱۔ واقعہ اسراء اور معراج الگ الگ واقعات ہیں کیونکہ واقعہ اسراء مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور معراج از بیت المقدس تا سدرۃ المنتہیٰ ہوئی۔

۲۔ معراج النبی ﷺ کے جسمانی اور روحانی وقوع کے اعتبار سے امتِ مسلمہ میں دو مذاہب پائے جاتے ہیں۔

۳۔ قرآن مجید واحادیثِ سے معراج النبی (ﷺ) کا جسمانی ہونا ثابت اور محقق ہے۔

۴۔ جن روایات میں روحانی وقوع نقل کیا گیا ہے وہ از روئے تحقیق ضعیف اور نا قابل اعتبار ہیں۔

۵۔ صحیح کا اعتبار کر کے قبول کیا جائے اور سقیم کے سُقم کا اعتبار کر کے اِس سے دور رہا جائے۔

حوالہ جات

[1] سورۃ المعارج ۷۰: ۴

[2] سورۃ الحجر ۱۵: ۱۴

[3] سورۃ المعارج ۷۰: ۳

[4] سورۃ فاطر: 10:35

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

[5] امام راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ت: صفوان عدنان الداودی، دار القلم، دمشق بیروت، ط۱، ۱۴۱۲ھ، ص۵۵۷۔۵۵۸
[6] سورۃ المعارج ۷۰: ۴
[7] سورۃ الحجر ۱۵: ۱۴
[8] سورۃ المعارج ۷۰: ۳
[9] سورۃ فاطر ۳۵: ۱۰
[10] سورۃ الاسراء ۱۷: ۱
[11] ابنِ کثیر، حافظ، محمد بن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد السلامہ، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ط۲، ۱۴۲۰ھ، ج۵، ص۴۳
[12] تفسیر ابنِ کثیر، ج۵، ص۴۳
[13] ابنِ قیم جوزیہ، محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعد شمس الدین، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، مکتبہ المنار الاسلامیۃ، کویت، ط۲۷، ۱۴۱۵ھ، ج۳، ص۳۰
[14] شاہ ولی اللہ دہلوی، احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، (تحقیق: سید سابق)، دار الجیل، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۲۶ھ، ج۲، ص۳۲۰
[15] سورۃ الاسراء ۱۷: ۶۰
[16] سورۃ التکاثر: ۱۰۲: ۶۔۷
[17] سورۃ الزمر ۳۹: ۶۰
[18] المفردات فی غریب القرآن، ص۳۷۳۔۳۷۶
[19] وہبہ زحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدہ والشریعۃ والمنہج، دار الفکر، دمشق، شام، ط۱، ۱۴۱۱ھ، ج۱۵، ص۱۱۱
[20] محمد جمال الدین بن محمد سعید قاسمی، محاسن التأویل (المعروف بہ تفسیر قاسمی)، (تحقیق: محمد باسل عیون السود)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط۱، ۱۴۱۸ھ، ج۶، ص۴۷۲
[21] سورۃ الدخان ۴۴: ۲۳
[22] قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، احمد بن محمد بن محمد الشمنی، دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۹ھ، ج۱، ص۱۹۱
[23] سورۃ النجم ۵۳: ۱۷
[24] علامہ شنقیطی، محمد امین بن محمد مختار، اضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ، ج۳، ص۴
[25] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، بَابُ {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ، ج۶، ص۸۶، حدیث نمبر: ۴۷۱۶
[26] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، السلطانیۃ، بالمطبعۃ الکبری الأمیریۃ، ببولاق مصر، 1311ھ، کتاب مناقب الانصار، بَابُ حَدِيثِ الإِسْرَاءِ، ج۵، ص۵۲، حدیث نمبر: ۳۸۸۶

27 امام مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، ت: محمد فواد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربی بیروت، 1374ھ، کتاب الایمان، بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ج۱، ص۱۵۶، حدیث نمبر: ۱۷۰

28 صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ، وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ج۱، ص۱۵۶، حدیث نمبر: ۱۷۲

29 صحیح مسلم، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ج۵، ص ۵۴، حدیث نمبر: ۳۸۸۸

30 سورۃ الاسراء ۱۷: ۶۰

31 امام ابنِ قتیبہ دینوری، غریب القرآن، ت: احمد صقر، دار الکتب العلمیہ، مصر، ۱۳۹۸ھ، ص ۲۵۸

32 صحیح مسلم، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، ج۵، ص ۵۴، حدیث نمبر: ۳۸۸۸

33 ابو العلاء احمد بن عبد اللہ معری، اللامع العزیزی شرح دیوان المتنبی، ت: محمد سعید المولوی، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیۃ، ط۱، ۱۴۲۹ھ، ص ۶۶۳

34 محمد بن حمید بن حیان، تمیمی، ابو عبد اللہ، الرازی۔ یعقوب بن شیبہ نے: کثیر المناکیر، امام بخاری، امام نسائی نے: لیس بثقة، امام جوزجانی نے: ردئ المذهب غير ثقة اور ابو نعیم بن عدی، ابو حاتم الرازی اور اہلِ ری کے مشائخ نے: ضعیف فی الحدیث قرار دی۔ ۲۴۸ھ کو وفات پائی۔ [امام ذہبی، محمد بن عبداللہ بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ت: علی محمد البجاوی، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۳۸۲ھ، ج۳، ص ۵۳۰، ترجمہ نمبر: ۷۴۵۳]

35 سلمہ بن فضل ابرش، ابو عبداللہ ازرق، انصاری۔ ابو عبد اللہ ازرق کے غلام تھے۔ رے کے قاضی رہے۔ اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔ امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: ہم لوگ سلمہ بن فضل کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو پھینک کر شہر "رے" سے نکل گئے تھے۔ ۲۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔
[امام ابنِ حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، ہند، ط۱، ۱۳۲۶ھ، ج۴، ص ۱۵۳ تا ۱۵۴، ترجمہ: ۲۶۵]

36 محمد بن اسحاق بن جعفر۔ محمد، ابو بکر، صاغانی۔ خراسانی سے بولا جاتا ہیں۔ بغداد میں سکونت اختیار کی۔ امام نسائی، ابن حبان اور ابو حاتم نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مدلس کہا کہ وہ کلبی جیسا کذاب راویوں سے روایت کر جاتا ہے۔ ۲۷۰ھ کو وفات پائی۔ [علی بن محمد بغدادی، ذکر إسماء التابعین ومن بعدهم ممن صحت روایته عن الثقات عند البخاری ومسلم، ت: کمال یوسف الحوت، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، لبنان، ط۱، ۱۴۰۶ھ، ج۲، ص ۲۱۸، ترجمہ نمبر: ۱۰۴۹]

37 یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس بن شریق، ثقفی، مدنی۔ حجاز سے تعلق تھا۔ امام ابنِ معین، ابو حاتم، امام نسائی اور امام دارقطنی نے ثقہ قرار دی۔ ۱۲۸ھ کو وفات پائی۔ [امام ابنِ حبان، الثقات، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، دکن، ہند، ط۱، ۱۳۹۳ھ، ج۷، ص ۵۳۹، ترجمہ نمبر: ۷۵۵]

38 معاویہ بن ابوسفیان، صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، قرشی، اموی، امیر المؤمنین۔ بعثِ نبوی ﷺ سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔ صلح حدیبیہ میں اسلام قبول کرلی۔ عمرۃ القضاہ میں رسول اکرم ﷺ کے سر منڈوایا اور کاتبِ وحی تھیں۔ رجب ۶۰ھ کو وفات پائی۔
[ابو نُعیم، احمد بن عبداللہ، معرفۃ الصحابۃ، ت: عادل بن یوسف عزازی، دار الوطن للنشر، ریاض، ط۱، ۱۴۱۹ھ، ج۵، ص ۲۴۹۶]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

39 محمد بن جریر طبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار التربیۃ والتراث، مکۃ المکرمہ، بدون تاریخ نشر، ج۱۷، ص: ۳۴۹

تعلیق الحدیث: اس روایت میں محمد بن حمید کے بارے میں یعقوب بن شیبہ ،امام بخاری، امام نسائی، امام جوزجانی، ابو نعیم بن عدی، ابو حاتم الرازی اور اہلِ ری کے مشائخ کی جرح سے ضعیف ، سلمہ بن فضل بن ابرش کو منکر الحدیث اور محمد بن اسحاق کو مدلس اور کذاب کہا۔ اور یعقوب بن عتبہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں۔

40 عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔ بعثت سے چار سال پہلے پیدا ہوئی اور راجح قول کے مطابق نو سال کی عمر میں رسول اکرم ﷺ سے شادی ہجرت کے پہلے سال شوال کی ماہ میں ہوئی۔ اور رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان کے سوا اور کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ کو وفات پائی۔ [السیرہ النبویۃ، ابن اسحاق، ت: سہیل زکار، دار الفکر، بیروت، ط۱، ۱۳۹۸ھ، ص۲۵۶]

41 تفسیر طبری، ج۱۷، ص: ۳۵۰

تعلیق الحدیث: اور اس روایت میں: بعض آل أبي بکر مجهول ہے کہ یہاں سے کون مراد ہے۔ اس لیے یہ روایت بھی قابلِ استدلال نہیں۔

42 ان اقوال پر پہلی احادیث میں جرح ہو گئی۔

43 یہاں پر اس قول کے لئے دلیل موجود نہیں کہ اسراء سے واپس کیسے ہوئی۔ اس لئے یہ قول بھی قابلِ حجت نہیں۔

44 محمد بن محمد شوکانی، فتح القدیر، دار ابن کثیر، دار الکلم الطیب، دمشق، بیروت، ط۱، ۱۴۱۴ھ، ج۳، ص: ۲۴۶-۲۴۷